فانی است هر همه چیز ایں دار بقا نیست
بردار دل خویش که اینجائے وفا نیست
ایں دل بکسے ده که نه مرده است نه میرد
آں مرد بود مرده که در عشق خدا نیست
آں موت حیاتست که در کوئے حبیب است
موتیکه در آنِ کوئے نبودست بجا نیست
صد روح بداند چه داوند در آں جسم
چوں عشق خدا وند در آں روح رواں نیست
ماراست نکر دیم اگر راست به ناریم
ماراست ببازیم که اینجائے دغا نیست
از خویش جدائیم که با حسن بنازیم
افسوس جدا ماند که از خویش جدانیست
ما آه نکردیم اگر برآمد تیغ
بگریز از ایں تیغ گر این عشق ترانیست

یک ولایت بادو سلطان بادشاهی راست نیست
یک زن را بادو شوهر عقد بیجائی کئے بود
اینجوانان راغیر ماندن ظلم کردن بر خود است
ظلم کردن برتن خود کار بینا کئے بود
هر چه داری جز خدا بگزار یک بیک اے رفیق
چاکر مخلوق ماندن کار دانا کئے بود
این چه بینی نقش "راجا" چند روز بیش نیست
چوں بجوئی نقش رنگ آن محیا کئے بود

یہ دنیا فانی ہے یہاں بقا نہیں ہے

قلندرِ کبریا اس غزل میں فرماتے ہیں کہ اے لوگوں اس دنیا میں ہر چیز فانی ہے یہ بقا کا گھر نہیں ہے وہ دل جس میں عشقِ خدا نہیں ہے وہ مردہ ہے یعنی اگر انسان بظاہر زندہ ہے اور قلب میں معرفت الٰہی کا نور نہیں ہے وہ محض ایک زندہ لاش ہے۔ تو جس کو موت سمجھ رہا ہے وہ میرے محبوب کی گلی میں حیات ہے کیونکہ موت کا ان کی گلی میں گزر رہی نہیں

ہے سوروحوں کی حیات بھی جسم میں حیات حقیقی نہیں بخش سکتی جب تک اس میں عشقِ خدا کا ظہور نہ ہو وہ روحِ حیات نہیں ہوسکتی اگر ہم سچ بول نہیں سکتے تو اس پر ناز بھی نہ کریں کیونکہ ہماری بازی عشق سچ کی بازی ہے وہاں دغا ہو ہی نہیں سکتی.تو اس معشوقِ حقیقی سے جدا ہے اور بہت دور ہے تو کیا اس کے حُسن پر ناز کرے گا افسوس تو جدا ہے لیکن میں جدا نہیں ہوں..میں آہ نہیں کرتا ہوا گر معشوق تیغ بھی نکال لے اگر تو اس تیغ کے سامنے بول پڑا تو تجھے محبوب سے عشق نہیں ہے اس ولایتِ حقیقی میں،اس معرفت کے ملک میں دو بادشاہ نہیں رہے سکتے جس طرح ایک عورت دو شوہروں سے عقد نہیں کرسکتی اے جوانوں تو اسکے غیر کی مانند خود اپنے اوپر ظلم کرر ہے ہو....ظلم کرنے والا کیسے صاحب بیناوبصیرت ہوسکتا ہے سوائے خدا کے کسی کی ہمراہی ممکن نہیں ہے جومخلوق کا نوکر ہو.دانا کے کام کو کیا سمجھے گا.ایسے نقوش کو کیا دیکھ رہا ہے اے راجا جو چندروز میں ختم ہوجائیں گے فانی انسانوں کے نقوش میں حقیقت کیا ملے گی.....